نہیں کر سکتی، اُسے حکومت کرنے کا کیا حق ہے؟

جاوید ہاشمی گرفتار ہو گئے۔ نہ کہیں اُن کی ایف آئی آر اور نہ اُن کے بارے میں کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں گم ہو گئے ہیں۔ پولیس انکاری ہے کہ اس نے انہیں گرفتار نہیں کیا۔ حکومت اقراری ہے کہ انہوں نے قانون کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ لہٰذا جو بھی قانون توڑتا ہے، دھر لیا جاتا ہے۔ اس گرفتاری کے لیے رٹ عدالت میں دائر کی جاتی ہے لیکن حکومت عدالت کے سامنے بھی ایف آئی آر پیش نہیں کرتی۔ رشتے داروں کی درخواست کہ اُنہیں ہاشمی صاحب سے ملنے کی اجازت دی جائے، مسترد کر دی جاتی ہے۔ یہ سب کیا ہے اور کیوں ہے؟ اگر جاوید ہاشمی نے بالفرض قانون کی خلاف ورزی کی بھی ہے تو اُن کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا ن قانون یہ نہیں کہتا کہ گرفتار ہونے والے شخص کو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر نزدیک ترین عدالت میں پیش کر کے مجسٹریٹ کو اُس الزام سے آگاہ کیا جائے جس کے تحت اُس کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے اور مزید حراست کے لیے مجسٹریٹ سے اجازت لی جائے۔ جسے پولیس ریمانڈ کہا جاتا ہے۔ کیا یہ سب کچھ دھاندلی نہیں ہے۔ قانون کی خود تعمیل نہیں کرتے ہو اور الزام دوسروں پر دیتے ہو۔ وزیر اعظم صاحب اس گرفتاری پر فرماتے ہیں کہ آئین کے تحت عدلیہ اور فوج پر انگلی نہیں اُٹھائی جا سکتی۔ قاضی حسین احمد نے اس کا درست جواب دیا ہے کہ فوج اور عدلیہ اب اس قابل نہیں رہی کہ اُن پر انگلی نہ اٹھائی جائے۔ وہ اس حیثیت میں نہیں کہ اُنہیں تنقید سے بالاتر قرار دے دیا جائے۔ فوج کا وہ حصہ جو ملکی سیاست میں ملوث ہو چکا ہے اُس پر تنقید ہو سکتی ہے اور جو عدالت غیر جانبدار نہیں، اُس پر بھی دونوں پر تنقید جائز ہے۔ جس طرح کسی فوجی جرنیل کا ملک کے منتخب وزیر اعظم کو اُس کے منصب سے ہٹا کر اقتدار کے تخت پر بیٹھ جانا جائز ہو گیا ہے اور عدلیہ کا اس اقدام کو صحیح قرار دینا اور اسے (جنرل صاحب کو) آئینی ترامیم کا حق بھی عطا کرنا جائز ہو گیا ہے۔ ویسے عدلیہ اور فوج پر تنقید کرنا بھی اب جائز ہے۔ قانون تو ہر ایک کے لیے ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ حکمرانوں کے لیے قانون اور ہو اور شہریوں کے لیے اور، حکومت کے لیے قانون اور ہو اور اپوزیشن کے لیے قانون اور۔ وزیر اعظم صاحب اسے قانون نہیں کہتے، دھاندلی کہتے ہیں۔ جس کے خلاف ہر محبّ وطن کو صف آرا ہونا چاہیے اور ہم بھی صف آراء ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔ اس لیے بھی کہ یہ ہمارا ایک دینی فریضہ ہے، جس کا ادا کرنا موجودہ حالات میں ضروری اور لازمی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا تاریخی ارشاد تاریخ کے اوراق پر سنہری حروف سے لکھا ہوا آج بھی موجود ہے:

"پہلی قومیں اس لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ اُن کے قانون محض غریب اور کمزور لوگوں کے لیے تھے۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اُس کا ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دے دیتا۔"

اسے قانون کہتے ہیں۔ آپ کس قانون اور آئین کی بات کرتے ہیں جس کے آپ خود پابند نہیں۔ جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا بھی دین کا حکم ہے۔ وہ دین جو آپ کو اس لئے زیادہ پسند نہیں کہ اُس دین میں غلط کاموں سے روکنے اور ٹوکنے کا حکم ہے "امر بالمعروف ونهی عن المنكر" دین حقہ کا وہ فریضہ ہے جس کا ادا کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارا دینی فریضہ بھی ہے اور آئینی اور قانونی حق بھی ہے۔ حکومت کی غلط حکمت عملیوں پر غلط کاموں پر تنقید کرنا ہر شہری کا آئینی حق ہے۔